ISSN: 3079-3319

Falcons Journal of Advanced Research

Volume: 01, Issue: (01), Article ID: FJAR-VOL1-01-25005A

The Personality of Allama Iqbal in the Light of His Letters

(علامہ اقبال کی شخصیت ان کے خطوط کی روشنی میں)

Muhammad Shahid[1(*)], Muhammad Ejaz Qasim[2]

Abstract

The personality of Allama Muhammad Iqbal (1877–1938) is a blend of profound intellectual, spiritual, and practical dimensions, as reflected in his letters. While his poetry and philosophical ideas are celebrated worldwide, his letters offer unique insights into his emotions, relationships, and attitudes. These writings act as a bridge between his private life and intellectual thought, offering a candid view of his inner self and his practical efforts to address the challenges of his era. Iqbal's letters serve as a valuable resource for understanding his thoughts and the socio-political and cultural issues of his time. Through his correspondence with notable figures like Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah and Syed Sulaiman Nadvi, Iqbal shared his perspectives on pressing national and religious concerns. These letters illuminate his dedication to the cause of Muslim revival, his visionary approach, and his passion for addressing the social and spiritual decay he observed in his community. The informal nature of letter-writing allowed Iqbal to express his thoughts and feelings with unparalleled honesty and clarity, offering a glimpse into his sensitivity and sincerity. His exchanges with friends and contemporaries highlight his human side, including his daily struggles, health issues, and spiritual reflections. Iqbal's correspondence reveals his multifaceted personality, blending intellectual brilliance with emotional depth and a pragmatic approach to solving the problems faced by Muslims. His emphasis on recognizing one's "self" (khudi) and the critical role of faith and confidence in overcoming challenges resonates throughout his letters. Through these writings, one gains an enriched understanding of Iqbal—not only as a poet and philosopher but as a devoted human being striving for the betterment of society. His letters are an enduring testimony to his commitment to intellectual exploration, spiritual insight, and the collective well-being of his nation.

Keywords: *Allama Iqbal, letters, personality analysis, intellectual thought, spiritual insight, socio-political issues, Muslim revival, self (khudi), practical efforts, cultural challenges*

Received: ***November 16, 2024*** *Accepted:* ***January 22, 2025***

How to Cite this Paper: Shahid, M., Qasim, M. E. (2025). The Personality of Allama Iqbal in the Light of His Letters (علامہ اقبال کی شخصیت ان کے خطوط کی روشنی میں). *Falcons Journal of Advanced Research, 1*(1), 34-41. https://doi.org/10.63287/593503

[1] The Islamia University of Bahawalpur, mshahidafzal8@gmail.com (*Corresponding Author)
[2] Visiting Lecturer, The Islamia University of Bahawalpur, ejazqasim523@gmail.com

ISSN: 3079-3319
Volume: 1,
Issue:(01)
January,2025

علامہ محمد اقبال (1877ء-1938ء) ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ ان کے خطوط ان کی شخصیت کے فکری، روحانی، اور عملی پہلوؤں کو سمجھنے کا ایک منفرد اور قیمتی ذریعہ ہیں۔ اقبال کی شاعری اور فلسفیانہ خیالات کو دنیا بھر میں سراہا گیا ہے، لیکن ان کے خطوط کا مطالعہ کرنے سے ان کے اندرونی جذبات، تعلقات، اور رویوں کی وہ جھلک ملتی ہے جو ان کی دیگر تحریروں میں ممکن نہیں۔ ان خطوط میں ان کی شخصیت کی گہرائی اور ان کے عہد کے مسائل کے حل کے لیے ان کی عملی کوششوں کا عکس ملتا ہے۔

علامہ اقبال کے خطوط کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ یہ ان کی نجی زندگی اور فکری سوچ کے درمیان ایک پل کا کام کرتے ہیں۔ ان خطوط میں ان کے جذبات، خیالات، اور تعلقات کا عکس ملتا ہے، جو ان کی شخصیت کو مزید واضح اور حقیقی بناتا ہے۔ ان خطوط میں قائداعظم محمد علی جناح اور سید سلیمان ندوی جیسے مشاہیر کے ساتھ ان کی بات چیت ان کے فکری میلانات اور عملی رجحانات کو اجاگر کرتی ہے۔ یہ خطوط نہ صرف اس دور کے سماجی، سیاسی، اور ثقافتی مسائل پر اقبال کے خیالات کو بیان کرتے ہیں بلکہ ان کے حل کے لیے ان کی تجاویز اور مساعی کو بھی سامنے لاتے ہیں۔ علامہ اقبال کے خطوط میں ان کی طبیعت کے وہ پہلو نمایاں ہوتے ہیں جو عام تحریروں یا شاعری میں ممکن نہیں۔ خط لکھنے کا عمل ایک ذاتی اور نجی معاملہ ہوتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ ان خطوط میں اقبال کے خیالات اور احساسات زیادہ صاف اور واضح انداز میں نظر آتے ہیں۔ ان خطوط میں وہ اپنے خیالات اور تجربات کو بغیر کسی بناوٹ کے بیان کرتے ہیں، جو ان کی شخصیت کے ایک مخلص اور ایماندار پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔

> "ہماری قوم کی بیداری اس وقت ممکن ہے جب ہم اپنی خودی کو پہچانیں۔ مسلمانوں کی حالت زار پر غور کرتے ہوئے، میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہمارے زوال کا سبب دین سے دوری اور خوداعتمادی کی کمی ہے۔"(1)

اقبال کے خطوط کا مطالعہ ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ نہ صرف ایک فلسفی اور شاعر تھے بلکہ ایک عملی انسان بھی تھے جو مسلمانوں کے مسائل کے حل کے لیے جدوجہد کر رہے تھے۔ ان کے خطوط میں بارہا مسلمانوں کی حالت زار پر تشویش اور ان کے عروج کے لیے عملی اقدامات کی بات کی گئی ہے۔ ان خطوط میں اقبال کی سوچ کا ارتقاء اور ان کے خوابوں کی حقیقت پسندی نمایاں ہوتی ہے۔

علامہ اقبال کے خطوط کی روشنی میں ہمیں ان کی شخصیت کی وہ تصویر نظر آتی ہے جو صرف شاعری یا فلسفہ سے مکمل نہیں ہو سکتی۔ ان کے خطوط ہمیں ان کے خیالات کے ساتھ ان کے احساسات اور جذبات کو بھی سمجھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ ان میں ان کی حساسیت، خلوص، اور قوم کی فلاح کے لیے ان کی گہری فکر کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ خطوط ہمیں اقبال کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ایک نئی نظر سے دیکھنے کا موقع دیتے ہیں اور ان کی شخصیت کو مزید مکمل طور پر سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ علامہ اقبال کے خطوط ان کی شخصیت اور خیالات کو سمجھنے کا ایک منفرد اور قیمتی ذریعہ ہیں۔ ان خطوط میں ان کی سوچ، لب و لہجہ، اور موضوعات کی گہرائی واضح طور پر جھلکتی ہے، جو ان کے مخاطب اور حالات کے مطابق مختلف ہوتے ہیں۔ اقبال کے خطوط مختلف شخصیات کے ساتھ ان کے تعلقات کی نوعیت، ان کے فکری رجحانات، اور ان کے دور کے مسائل پر ان کے نقطہ نظر کو ظاہر کرتے ہیں۔

ISSN: 3079-3319
Volume: 1,
Issue:(01)
January,2025

اقبال کے خطوط کی ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ ہر مخاطب کے ساتھ گفتگو کے لب و لہجہ اور موضوع کے انتخاب میں فرق رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، جب وہ قائد اعظم محمد علی جناح کو خطوط لکھتے ہیں، تو ان کا محور برصغیر کے مسلمانوں کے مسائل، ان کے حال و مستقبل، اور سیاسی حالات ہوتے ہیں۔ ان خطوط میں اقبال کی فکری گہرائی اور مسلمانوں کے لیے ان کی عملی رہنمائی واضح ہوتی ہے۔ دوسری طرف، جب وہ سید سلیمان ندوی کو خط لکھتے ہیں، تو دینی مسائل، فقہی معاملات، اور مذہبی افکار زیر بحث آتے ہیں۔ یہ خطوط ان کے علمی و دینی شعور کا عکس پیش کرتے ہیں۔

"مسلمانوں کو ایک جاندار اور متحد قوم بننے کے لیے اپنی سیاسی خود مختاری پر زور دینا ہو گا۔ آپ کی قیادت میں برصغیر کے مسلمانوں کو یقیناً ایک روشن مستقبل کی طرف گامزن ہونا چاہیے۔"(2)

مولانا غلام قادر گرامی کو لکھے گئے خطوط میں بے تکلفی اور دوستی کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان خطوط میں شعر و سخن کے مسائل اور ادبی موضوعات پر گفتگو ہوتی ہے۔ سید نذیر نیازی کو لکھے گئے خطوط ان کی ذاتی زندگی کے پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں، جن میں ان کی بیماری اور علاج معالجے کے معاملات کی تفصیلات شامل ہیں۔ خاں نیاز الدین خاں کو لکھے گئے خطوط میں دوستانہ مراسم کے ساتھ ساتھ شخصی، دینی، اور روحانی موضوعات پر بات چیت ہوتی ہے۔ ان خطوط میں کبوتروں کا ذکر اور دیگر ذاتی دلچسپیوں کی تفصیلات بھی شامل ہیں، جو علامہ کی عام انسانوں جیسی زندگی کے پہلوؤں کو نمایاں کرتی ہیں۔

"آپ کی صحبت میرے لیے باعثِ تقویت ہے۔ اشعار پر آپ کی رائے ہمیشہ میرے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنتی ہے۔"(3)

علامہ اقبال کے خطوط کی ایک اہم خصوصیت ان کی بے ساختگی اور بے تکلفی ہے۔ وہ عام طور پر ان خطوط کو نجی اور غیر رسمی سمجھ کر لکھتے تھے، اور ان کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہوتا تھا کہ یہ خطوط کسی دن شائع ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں اقبال کی طبیعت اور خیالات کی سادگی اور بے ساختگی جھلکتی ہے۔ جب خواجہ حسن نظامی نے ان کے کچھ نجی خطوط ایک مجموعے کی صورت میں شائع کیے، تو اقبال اس عمل سے نہایت پریشان ہوئے۔ انہیں یہ خیال بھی ناگوار گزرا کہ بعض احباب ان کے خطوط محفوظ رکھتے ہیں اور انہیں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خاں نیاز الدین خاں کو لکھے گئے ایک خط میں اقبال نے اس بات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: "مجھے یہ سن کر تعجب ہوا کہ آپ میرے خطوط محفوظ رکھتے ہیں۔"

اقبال کے خطوط ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف ان کے فکری اور روحانی رجحانات کا عکاس ہیں بلکہ ان کی ذاتی زندگی، انسانی ہمدردی، اور بے ساختگی کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ یہ خطوط اس دور کے سیاسی، سماجی، اور مذہبی حالات کو سمجھنے کے لیے ایک اہم ذریعہ ہیں اور ان میں اقبال کی زندگی کے نجی پہلو بھی محفوظ ہیں، جو ان کے عظیم انسان ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

خواجہ حسن نظامی کے ذریعے اقبال کے خطوط کی اشاعت کا واقعہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اقبال اپنے خطوط کی اشاعت کے حوالے سے کتنے محتاط تھے۔ 19 اکتوبر 1919ء کو نیاز الدین خان کے نام لکھے گئے ایک خط میں اقبال نے اپنی بے ساختہ تحریر کے بارے میں لکھا کہ پرائیویٹ خطوط عموماً عجلت میں لکھے

ISSN: 3079-3319
Volume: 1,
Issue:(01)
January,2025

جاتے ہیں، جنہیں اشاعت کے لیے نظر ثانی کے بغیر شائع کرنا مناسب نہیں۔ اقبال کے مطابق، ایسے خطوط کا طرزِ بیان ان کی نجی نوعیت کا عکاس ہوتا ہے، جو عام تحریروں کی نسبت زیادہ بے ساختہ اور غیر رسمی ہوتا ہے۔

خواجہ حسن نظامی نے اقبال کے چند خطوط شائع کیے، جس پر اقبال کو خاصی پریشانی لاحق ہوئی۔ ان کا یہ مؤقف تھا کہ خطوط کا مقصد اشاعت نہیں ہوتا اور ان کی اشاعت کے لیے ضروری ہے کہ پہلے انہیں نظر ثانی کے عمل سے گزارا جائے۔ یہ بات اقبال کی حساسیت، عاجزی، اور اپنی نجی زندگی کے معاملات کے احترام کی عکاس ہے۔ تاہم، اقبال خود بھی بعض خطوط کو محفوظ رکھنے کے عمل سے گریز نہ کر سکے، جیسا کہ ان کے اکبر الہ آبادی کے خطوط کو محفوظ رکھنے کا ذکر ان کے اپنے خطوط میں موجود ہے۔ خواجہ حسن نظامی، اکبر الہ آبادی، مہاراجہ کشن پرشاد، غلام قادر گرامی، اور خاں نیاز الدین خاں کو لکھے گئے خطوط اقبال کی زندگی، شخصیت، اور فکر کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان خطوط میں اقبال کی روزمرہ زندگی، بیماری کے مسائل، روحانی تجربات، شعری مباحث، اور برصغیر کے مسلمانوں کی اجتماعی حالت پر گفتگو شامل ہے۔ یہ خطوط نہ صرف ان کی زندگی کے مختلف مراحل کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ اس دور کے سماجی اور سیاسی مسائل کے بارے میں ان کے خیالات کو بھی واضح کرتے ہیں۔

> "مجھے یہ سن کر تعجب ہوا کہ آپ میرے خطوط محفوظ رکھتے ہیں۔ پرائیویٹ خطوط عموماً عجلت میں لکھے جاتے ہیں، جن کا مقصد صرف مخاطب تک ذاتی پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔ اشاعت کے لیے ان کا طرزِ بیان مناسب نہیں ہوتا، اور اگر کبھی ان کی اشاعت کا خیال ہو، تو ضروری ہے کہ انہیں نظر ثانی کے عمل سے گزارا جائے۔"(4)

علامہ اقبال اور خواجہ حسن نظامی کے درمیان خط و کتابت ان کے باہمی تعلقات کی نوعیت اور ان کے خیالات کے تبادلے کا ایک دلچسپ پہلو پیش کرتی ہے۔ یہ خط و کتابت، جو ابتدا میں خاصی بے تکلف تھی، "اسرار خودی" کے مباحث کے دوران پیدا ہونے والی تلخی کے باعث ایک نازک موڑ پر پہنچ گئی۔ علامہ اقبال کی اس کتاب کے حوالے سے حسن نظامی کے اعتراضات نے دونوں کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا، لیکن یہ اختلاف اکبر الہ آبادی کی مداخلت سے دور ہو گیا۔ اکبر الہ آبادی، جو دونوں شخصیات کے مشترکہ دوست تھے، نے صلح کروائی، جس کے بعد علامہ اقبال اور حسن نظامی کے درمیان تعلقات ایک بار پھر خوشگوار ہو گئے۔ بعد کی خط و کتابت، جو غالباً نایاب ہے، علامہ اقبال کے خیالات اور ان کی فکری جہات کو سمجھنے کا ایک قیمتی ذریعہ ہو سکتی ہے۔ حسن نظامی کے ساتھ ان کے روابط اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ اقبال اپنی علمی اور فکری بحثوں میں نہایت مخلص اور واضح موقف رکھتے تھے، لیکن اختلافات کے باوجود وہ تعلقات کو بہتر بنانے میں بھی سنجیدہ تھے۔

> "خواجہ صاحب، اختلافات کے باوجود آپ کی دوستی میرے لیے ہمیشہ قیمتی رہی ہے۔ میرے نظریات پر آپ کے اعتراضات نے مجھے اپنے خیالات پر مزید غور کرنے کا موقع دیا، اور میں آپ کے علمی معیار کی بے حد قدر کرتا ہوں۔ اختلافات کو ذاتی تعلقات پر اثر انداز نہیں ہونا چاہیے۔"(5)

اکبر الہ آبادی کے ساتھ علامہ اقبال کی خط و کتابت ان دونوں عظیم شاعروں کے باہمی احترام اور عقیدت کا مظہر ہے۔ اقبال کے خطوط اکبر الہ آبادی کے لیے ان کے ادب اور خیالات کی گہرائی کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان خطوط میں اقبال کی شخصیت کا وہ پہلو سامنے آتا ہے جو احترام، عقیدت، اور علمی تبادلۂ خیال پر مبنی ہے۔ اقبال نے اکبر الہ آبادی کے ساتھ اپنے تعلقات میں جس محبت اور خلوص کا مظاہرہ کیا، وہ ان کی عاجزی اور عظمت کا ثبوت ہے۔

"اکبر صاحب، حسن نظامی کے ساتھ اختلافات نے میرے دل میں کچھ ملال پیدا کیا، لیکن آپ کی مداخلت سے یہ سب دور ہو گیا۔ آپ جیسے دوست تعلقات کو سنوارنے کا ہنر رکھتے ہیں۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔"(6)

لاہور میں اپنے قیام کے دوران علامہ اقبال نے اپنے خیالات کا اظہار نہایت دردمندی کے ساتھ کیا۔ ان کے خطوط میں اس دور کی ذہنی کیفیت اور فکری الجھنوں کا عکس واضح طور پر ملتا ہے۔ اقبال نے اس دوران برصغیر کے مسلمانوں کے حالات اور ان کی اصلاح کے لیے اپنی فکری جدوجہد کا نقشہ کھینچا۔ یہ خطوط ان کی شخصیت کی اس جہت کو اجاگر کرتے ہیں جس میں وہ اپنی ذات سے بڑھ کر قوم کے لیے سوچتے اور کام کرتے تھے۔

علامہ اقبال کی خط و کتابت نہ صرف ان کی ذاتی اور فکری زندگی کو سمجھنے کا ایک ذریعہ ہے بلکہ یہ ان کے دور کے سماجی اور ادبی ماحول کی عکاسی بھی کرتی ہے۔ ان خطوط میں اقبال کی حساسیت، علمی گہرائی، اور قومی درد نمایاں ہیں، جو انہیں صرف ایک شاعر یا فلسفی سے بڑھ کر ایک مخلص اور عظیم انسان کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان کی خط و کتابت ہمیں بتاتی ہے کہ اختلافات کے باوجود، تعلقات کو بہتر بنانا اور اپنی فکری جدوجہد کو جاری رکھنا ایک عظیم انسان کی پہچان ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری اور فلسفہ ان کی گہرائی اور فکری بصیرت کا آئینہ دار ہیں، لیکن ان کی شخصیت کے مختلف پہلو ان کے خطوط سے بھی بے حد واضح ہوتے ہیں۔ ان خطوط میں ان کے روزمرہ معمولات، زندگی کے نشیب و فراز، اور ان کی فکری اور روحانی جدوجہد کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔ خاص طور پر "اسرارِ خودی" کی تخلیق کے محرکات اور اس کی اشاعت کے بعد تصوف سے متعلق ان کے خیالات ان خطوط میں بخوبی جھلکتے ہیں۔

"اسرارِ خودی" اقبال کی وہ اہم تصنیف ہے جس میں انہوں نے خودی کے فلسفے کو واضح کیا۔ اس کتاب کی تخلیق کے پیچھے ان کا مقصد مسلمانوں کو بیدار کرنا اور انہیں اپنی ذات کی اہمیت کا شعور دینا تھا۔ اقبال کے خطوط میں اس کتاب کی تخلیق کے اسباب اور اشاعت کے بعد اس پر ہونے والی تنقیدات کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ان خطوط سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اقبال تصوف کو اپنی مخصوص نظر سے دیکھتے تھے۔ انہوں نے تصوف کے اس پہلو پر تنقید کی جو عملیت اور خودی کی نفی کرتا تھا، لیکن روحانیت کے اس پہلو کو سراہا جو انسان کو اعلیٰ اخلاقی اور روحانی مقامات تک پہنچاتا ہے۔ مہاراجہ کشن پرشاد کے ساتھ خط و کتابت میں علامہ اقبال کے روزمرہ معمولات اور عبادات کا ذکر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ یہ خطوط 1916ء سے 1926ء کے درمیان لکھے گئے اور ان میں علامہ اقبال کی ذاتی زندگی کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔ ان خطوط میں اقبال نے نہایت بے ساختگی کے ساتھ اپنی زندگی کے بارے میں اظہار کیا ہے۔ ایک خط میں وہ لکھتے ہیں:

"سردی آ رہی ہے، صبح چار بجے، کبھی تین بجے اٹھتا ہوں، پھر اس کے بعد نہیں سوتا، سوائے اس کے کہ مصلے پر کبھی اونگھ جاؤں۔"(7)

یہ معمولات ان کی نظم وضبط اور روحانیت سے گہری وابستگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ کشن پرشاد کے نام ایک اور خط میں وہ تہجد کی اہمیت اور عبادت میں حاصل ہونے والی لذت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بندہ روسیاہ کبھی کبھی تہجد کے لیے اٹھتا ہے اور بعض وقت تمام رات بیداری میں گزر جاتی ہے۔ اس وقت عبادتِ الٰہی میں بہت لذت حاصل ہوتی ہے۔"(8)

یہ سطور ان کی روحانیت اور خدا سے گہری وابستگی کا ثبوت ہیں۔ یہ خطوط نہ صرف ان کی ذاتی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ ان کے فکری اور روحانی میلانات کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ مہاراجہ کشن پرشاد کے ساتھ خط وکتابت سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ علامہ اقبال نہ صرف ایک عظیم فلسفی اور شاعر تھے بلکہ ایک عابد اور متقی انسان بھی تھے۔ ان کی زندگی میں عبادت اور تفکر کو مرکزی حیثیت حاصل تھی، اور ان کے خطوط اس امر کے گواہ ہیں کہ وہ اپنی ذات کو خدا کی بندگی اور انسانیت کی خدمت کے لیے وقف کر چکے تھے۔

مولانا غلام قادر گرامی کے نام علامہ اقبال کے خطوط ان کے گہرے دوستانہ تعلقات اور بے تکلفی کے مظہر ہیں۔ یہ تعلق نہ صرف علمی وادبی سطح پر قائم تھا بلکہ اس میں گہری محبت، عقیدت، اور ایک خاص روحانی وفکری ہم آہنگی بھی شامل تھی۔ مولانا گرامی، جو عمر میں علامہ اقبال سے تقریباً بیس سال بڑے تھے، اقبال کے لیے ایک مشیر، دوست، اور شریکِ فکر کی حیثیت رکھتے تھے۔ جب بھی مولانا گرامی لاہور آتے تو علامہ اقبال کے پاس قیام کرتے۔ اس دوران اقبال ان کے آرام و آسائش کا ہر ممکن خیال رکھتے اور ان کی ناز برداریاں کرتے۔ ان دونوں کے درمیان شب و روز ہونے والی علمی گفتگو، اشعار پر بحث، اور فکری تبادلہ اقبال کے لیے نہایت اہمیت رکھتا تھا۔ اقبال مولانا گرامی کے اشعار سن کر نہ صرف محظوظ ہوتے بلکہ اپنے کلام پر ان کی تنقید سے بھی بھرپور استفادہ کرتے۔ بعض اوقات شعری مسائل پر گرامی سے بحث و مباحثہ کرتے اور ان کے خیالات کو اپنی شاعری اور فلسفے کی ترقی میں شامل کرتے۔ یہ علمی گفتگو اقبال کی تخلیقی سوچ کو نکھارنے میں مددگار ثابت ہوتی تھی۔

علامہ اقبال مولانا گرامی کے لاہور آنے کا ہمیشہ بے تابی سے انتظار کرتے۔ گرامی جیسی شخصیت کے ساتھ ان کی محفلیں اقبال کے لیے روحانی اور فکری سکون کا ذریعہ تھیں۔ ایک خط میں اقبال نے مولانا گرامی کو لکھا:

"غرض یہ کہ لاہور میں آپ کی بڑی مانگ ہے۔ باقی رہا میں، تو میرے لیے آپ کا یہاں قیام کرنا تقویتِ روح کا باعث ہے۔ خدا جانے زندگی کب تک ہے، کچھ عرصے کے لیے آجائیے تاکہ میں آپ کی صحبت سے مستفید ہو جاؤں۔ یہ صحبتیں کسی زمانے میں تاریخ کے ورق بن جائیں گی۔"(9)

مولانا گرامی کے ساتھ علامہ اقبال کا تعلق اس بات کا مظہر ہے کہ اقبال اپنی علمی اور شعری ترقی کے لیے کس قدر سنجیدہ تھے۔ گرامی کے ساتھ ان کی گفتگو اور بحث و مباحثے اقبال کی فکر کو وسعت دینے اور ان کی شاعری کی باریکیوں کو مزید نکھارنے کا ذریعہ بنتے تھے۔ ان کے تعلقات میں نہ صرف ادب اور فلسفے

ISSN: 3079-3319
Volume: 1,
Issue:(01)
January,2025

کی گہرائی تھی بلکہ روحانی پہلو بھی نمایاں تھے، جو اقبال کی شخصیت کے ایک منفرد رخ کو اجاگر کرتا ہے۔ علامہ اقبال کے مولانا گرامی کے ساتھ یہ تعلق اور ان خطوط میں پائی جانے والی محبت اور ادب و احترام ہمیں بتاتے ہیں کہ اقبال اپنے دوستوں اور ساتھیوں کی صحبت کو کس قدر اہمیت دیتے تھے۔

علامہ اقبال کی فکر کا سرچشمہ قرآن حکیم تھا، اور اس کا اظہار نہ صرف ان کی شاعری اور فلسفے میں ہوتا ہے بلکہ ان کے خطوط میں بھی ملتا ہے۔ مولانا غلام قادر گرامی کے نام لکھے گئے ایک خط میں اقبال نے اپنی فکری بصیرت کا انکشاف کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن کی تلاوت اور اس پر تفکر سے انہیں جو بصیرت حاصل ہوئی، وہ ان کے فکری سفر کی بنیاد ہے۔ اس خط میں اقبال نے نہایت عاجزی اور خلوص کے ساتھ اس تجربے کا ذکر کیا، جو قرآن مجید کے ساتھ ان کے گہرے تعلق کا مظہر ہے۔ اقبال نے "اسرارِ خودی" اور "رموزِ بے خودی" کی تدوین کے دوران اور اس کے بعد اسلام کے مستقبل اور مسلمانوں کی حالت پر تفکر کیا۔ انہوں نے گرامی کے نام ایک خط میں لکھا کہ قرآن شریف مسلمانوں کی آئندہ تاریخ پر روشنی ڈالتا ہے اور یہ واضح کرتا ہے کہ جماعتِ اسلامیہ، جو دعوتِ ابراہیمی سے شروع ہوئی، آئندہ صدیوں میں کن واقعات و حوادث سے گزرے گی۔ ان کے مطابق، قرآن حکیم میں ان تمام واقعات کی غایت اور مقصد موجود ہیں، اور یہ علم نہایت واضح اور استدلالی انداز میں بیان کیا گیا ہے، جس پر تاویل کا کوئی شائبہ نہیں۔

علامہ اقبال نے مولانا غلام قادر گرامی کے نام اپنے خط میں لکھا:

> "قرآن شریف مسلمانوں کی آئندہ تاریخ پر کیا روشنی ڈالتا ہے، اور جماعتِ اسلامیہ، جس کی تاسیس دعوتِ ابراہیمی سے ہوئی، آئندہ صدیوں میں کیا واقعات و حوادث دیکھنے والی ہے؟ ان واقعات و حوادث کا مقصود اور غایت کیا ہے، یہ سب باتیں قرآن شریف میں موجود ہیں۔ میں نے پندرہ برس تک قرآن کا مطالعہ کیا ہے اور بعض آیات اور سورتوں پر مہینوں بلکہ برسوں غور کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے مجھے قرآن کا وہ مخفی علم عطا کیا، جو نہایت واضح اور استدلالی ہے، جس پر تاویل کا کوئی شائبہ نہیں ہو سکتا۔"(10)

اقبال کے مطابق، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم تھا کہ اس نے انہیں قرآن کا وہ مخفی علم عطا کیا جو عام طور پر نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔ اقبال نے بتایا کہ انہوں نے پندرہ سال تک قرآن کا مطالعہ کیا اور کئی آیات و سورتوں پر مہینوں اور برسوں غور و فکر کیا۔ اس طویل غور و فکر کے نتیجے میں وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ قرآن نہ صرف مسلمانوں کی ماضی کی تاریخ کا بیان ہے بلکہ ان کے مستقبل کا ایک واضح نقشہ بھی فراہم کرتا ہے۔ اقبال کی یہ فکر ان کے فلسفہ خودی کی بنیاد ہے، جو قرآن سے ہی اخذ کی گئی ہے۔ انہوں نے قرآن کو ایک زندہ کتاب کے طور پر دیکھا، جو ہر دور اور ہر قوم کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ قرآن کی آیات پر ان کے گہرے غور و فکر نے ان کے اندر ایک ایسا شعور پیدا کیا جو مسلمانوں کو ان کے عظیم ماضی سے جوڑتا ہے اور انہیں مستقبل کے امکانات کی روشنی فراہم کرتا ہے۔

اقبال کا یہ اعتراف کہ انہوں نے برسوں قرآن پر غور کیا اور اس سے اپنی فکر کی بنیادیں اخذ کیں، ہمیں ان کے فکری سفر کی گہرائی اور سنجیدگی کا اندازہ دیتا ہے۔ ان کے مطابق، قرآن حکیم صرف ایک مذہبی کتاب نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو انسان کو اس کی خودی، کائنات کی حقیقت، اور خدا کی ذات کی معرفت عطا کرتا ہے۔

ISSN: 3079-3319
Volume: 1,
Issue:(01)
January,2025

الغرض، علامہ اقبال کے خطوط ان کی شخصیت اور افکار کا ایسا آئینہ ہیں جو ان کے جذبات، خیالات، اور علمی گہرائی کو بھرپور طریقے سے اجاگر کرتا ہے۔ ان خطوط میں ان کی روحانی بصیرت، فکری پختگی، اور قوم کے لیے ان کے درد کا عکس صاف نظر آتا ہے۔ یہ خطوط نہ صرف ان کے زمانے کے سیاسی، سماجی، اور مذہبی مسائل پر ان کے خیالات کو پیش کرتے ہیں بلکہ ان کی ذات کی اندرونی کیفیت، انسانیت سے محبت، اور بلند اخلاقی اصولوں کا بھی اظہار کرتے ہیں۔ علامہ اقبال کے خطوط ایک زندہ دستاویز ہیں جو ہمیں ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو جاننے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ ان کے ہر خط میں ان کے فکری ارتقاء، ملی درد، اور امتِ مسلمہ کے لیے ان کی بے لوث جدوجہد کا مظہر نظر آتا ہے۔ یہ خطوط اقبال کے خیالات کی سچائی اور ان کی عظمت کو بیان کرتے ہیں۔

ان خطوط میں شامل بے ساختگی اور خلوص نہ صرف ان کی ذاتی زندگی کو سامنے لاتے ہیں بلکہ ان کے اس عظیم مرتبے کی بھی وضاحت کرتے ہیں جو انہیں فکر و فلسفہ اور شعر و ادب کے میدان میں حاصل ہوا۔ اقبال کے خطوط ان کی شخصیت کی صداقت اور ان کے خیالات کی بلندی کو ثابت کرتے ہیں، اور ان کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اقبال کی شخصیت کے حقائق کو جھٹلانا ممکن نہیں۔ ان کا ہر خط ان کی عظمت، فکری گہرائی، اور امت مسلمہ کے لیے ان کی مخلصانہ جدوجہد کا زندہ ثبوت ہے۔

حوالہ جات

1. اقبال، محمد. "مکتوباتِ اقبال." مرتب: شیخ عطااللہ. اقبال اکادمی پاکستان، لاہور. 1961ء، ص89
2. اقبال، محمد. "مکاتیبِ اقبال." مرتب: سید نذیر نیازی. انجمن ترقی اردو، کراچی، 1945، ص85
3. ایضاً، ص88
4. اقبال، محمد. "مکتوباتِ اقبال." مرتب: شیخ عطااللہ. اقبال اکادمی پاکستان، لاہور. 1961ء، ص124
5. اقبال، مکاتیبِ اقبال، مرتب سید نذیر نیازی، انجمن ترقی اردو، کراچی، 1945، ص91
6. "علامہ اقبال کے خطوط: روحانیت اور عملیت کی عکاسی"، اقبال ریویو، مرتب: ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، جلد 25، شمارہ 3، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، 2000، ص78
7. ایضاً
8. اقبال، محمد. "مکتوباتِ اقبال." مرتب: شیخ عطااللہ. اقبال اکادمی پاکستان، لاہور. 1961ء، ص122
9. "علامہ اقبال کے خطوط: روحانیت اور عملیت کی عکاسی"، اقبال ریویو، مرتب: ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، جلد 25، شمارہ 3، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، 2000، ص86
10. اقبال، محمد. "مکاتیبِ اقبال." مرتب: سید نذیر نیازی. انجمن ترقی اردو، کراچی، 1945، ص128